لفظوں پر ختم کیا، نامعلوم کیا وجہ مرزا طاہر اس بات کو کیسے سمجھیں گے۔ مرزا طاہر کو ان کے دادا کی اس بات کو عام طریقہ سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مرزا طاہر جی اگر آپ سے کوئی سوال کرے کہ جناب کس پانی (نطفہ) سے ہیں۔ ظاہر ہے آپ کا جواب ہوگا بشیر الدین محمود احمد کے پانی سے، پھر ظاہر ہے اسی کے بیٹے ہو۔ اگر آنجناب اپنی روایت کے مطابق کوئی تاویل کرنے کی کوشش کریں گے، تو ساتھ اپنے معاملہ میں بھی خیال رکھنا کہ وہ تاویل تمہارے حق میں ہی کوئی پریشانی نہ واقع کر دے۔ اس لئے واضح ہوا کہ مولویوں کا پاگل پن نہیں بلکہ تمہارے دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے واقعی خدا کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کے مذکورہ بالا حوالہ جات عینی شاہد ہیں۔

کیا مرزا غلام احمد قادیانی خدا کے باپ تھے۔ (معاذاللہ)

مرزا طاہر! ہمیں افسوس ہے کہ مرزا قادیانی سے آپ کا تعلق نسبی بھی ہے، اور اسکی شیطانی نبوت کے تم خلیفہ بھی ہو، مگر تمہیں یہ عبارت نظر نہیں آرہی کہ مرزا جی کہتے ہیں، فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء

ترجمہ: (اے مرزا) ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں، جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اترا۔ یہ عبارت تذکرہ طبع چہارم کے صفحہ ۱۸۵ پر درج ہے۔

توجہ کریں تو بات واضح ہے جب پیدا ہونے والا بیٹا خدا ہوا تو وہ ہے مرزا جی کا بیٹا تو خود مرزا جی کیا ہوئے؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ اس میں ہمارا کیا قصور ہے جب مرزا جی بولتے تھے تو جو میں آیا سو بکا۔ (جاری ہے)

ردِ مرزائیت میں اہم کتابیں

اسلام اور مرزائیت... تقابلی مطالعہ
(علامہ محمد عبداللہ) =/۱۵ روپے

تائید آسمانی در ردِ نشان آسمانی
(مولانا محمد جعفر تھانیسری) =/۱۰ روپے

حضرت مولانا
محمد علی جالندھری
رحمہ اللہ

تالیف: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ
مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
مجاہد ختمِ نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
جدوجہد اور خدمات قیمت=/100

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی

امارتِ اسلامیہ افغانستان........مشاہدات و تاثرات

پاکستان کے قبائلوں کی طرح افغان بھی بندوق کو زندگی کا لازمی جز سمجھتے ہیں مگر شہروں میں ہمیں کوئی شخص بندوق اٹھائے چلتا پھرتا دکھائی نہیں دیا اس سے جہاں طالبان کی اپنے عوام پر مضبوط گرفت کا اندازہ ہوتا ہے وہاں عوام کی طرف سے اپنی جان اور اپنے مال کی کے تحفظ کے بارے میں طالبان پر اعتماد بھی ظاہر ہوتا ہے۔

امارت اسلامیہ کا عدالتی نظام:

یہاں کا عدالتی نظام تین درجاتی ہے پہلا درجہ زیریں عدالت کا ہے اس کے اوپر عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) اور پھر عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) ہے دیوانی یا فوجداری کسی نوعیت کا معاملہ ہو اس کی سماعت ن عدالتوں میں عدالتی فیس اور وکیل کے بغیر ہوتی ہے، تفتیش، ریمانڈ اور گواہی وغیرہ پولیس کے یں نہیں اسکی ذمہ داری صرف ملزم کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کرنا ہے اور وہ ملزم کو مار پیٹ بھی ں سکتی کیونکہ جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک ملزم قابل تعزیر نہیں اور جرم ثابت ہونے کے بعد مقررہ سزا کے علاوہ مار پیٹ سزا پر اضافہ ہے جو کہ بذات خود ظلم اور جرم ہے۔ لوگوں کے باہمی معاملات کی سماعت پہلے زیریں عدالت میں ہوتی ہے اگر فیصلے سے کوئی فریق مطمئن نہ ہو تو فوراً عدالت عالیہ سے جوع کرتا ہے اور اگر اس کے فیصلے سے بھی کسی فریق کو اطمینان نہ ہو تو وہ عدالت عظمیٰ سے رجوع کر سکتا ہے جبکہ جوجداری اور بالخصوص حدود و قصاص کے معاملات کی سماعت احتیاطی تدبیر کے طور پر یکے بعد دیگرے تینوں عدالتوں میں کی جاتی ہے اور تین درجاتی سماعت کا یہ سارا مرحلہ سالوں، مہینوں، ہفتوں میں نہیں صرف دنوں میں طے ہوتا ہے، فیصلوں میں اجتہادی غلطی تو ممکن ہے مگر قاضیوں (ججوں) کی ارادی غلطی یا غفلت قابل گرفت ہے اس لئے عموماً تینوں عدالتوں کا فیصلہ ایک جیسا ہی ہوتا، حدود اس قصاص کے فیصلوں میں امیرالمومنین کی توثیق لازم ہے یہ توثیق دراصل اس جائزے کی انسانی کوشش کا آخری مرحلہ ہے کہ کسی کو ناحق سزا نہ ہو وگرنہ جہاں تک مجرم کو چھوڑنے یا اس کی سزا میں تخفیف کا تعلق ہے، امیرا لمومنین کو اس کا اختیار حاصل نہیں، قصاص میں ورثا دیت لے کر یا دیت لئے بغیر معاف کر سکتے ہیں مگر حدود میں متاثرین بھی معاف کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

حرکت الجہاد الاسلامی کے امیر مرکزیہ سے ملاقات:

نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد پل خشتی کے قریب کے بازار میں ایک کرنسی مبدل سے پاکستانی کرنسی

افغانی کرنسی میں تبدیل کرائی جو ایک سو پچیس روپے (پاکستانی) کے بدلے میں ایک لاکھ (افغانی) کے حساب سے ملی، اس کے بعد رہبر سفر بھائی محمد طاہر صاحب کی رفاقت میں امیر مرکزیہ حرکتہ الجہاد الاسلامی کے مبینہ رہائشی علاقے کا رخ کیا جبکہ باقی دوست حرکتہ المجاہدین کے دفتر شہر نو کی طرف چلے گئے مکان کی تلاش میں ٹیکسی کے ڈرائیور سے معاونت کی اور قریبی دکانداروں سے اپنی زبان میں پتہ پوچھتا رہا، افغان عوام کا رویہ بحیثیت مجموعی انتہائی پر تپاک اور اسلامی اخوت کا عکاس ہے بلکہ اکثریت پاکستانی علماء اور عوام کے بارے میں ادب و احترام اور احسان مندی کے جذبات رکھتی ہے مگر بعض افراد کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس پروپیگنڈے کا شکار ہیں کہ افغانستان جسنے لاکھوں شہدا کی قربانی کے بعد روس کے آہنی پنجے سے بمشکل نجات حاصل کی ہے اسے طالبان نے پاکستان کی غلامی میں دے دیا ہے حالانکہ ان سادہ لوحوں کو اتنا بھی معلوم نہیں جو خود غلام ہو وہ دوسروں کو غلام کیسے بنا سکتا ہے۔ ابھی مکان کی تلاش میں سرگرداں تھے اور ٹیکسی روک کر اطراف کا جائزہ لے رہے تھے کہ ایک پاکستانی نوجوان تیزی کے ساتھ ہماری طرف آیا اور ہم سے امیر صاحب کا مکان پوچھا اور ہمارے جواب سے پہلے ہی یہ کہ سامنے کی طرف دوڑ پڑا کہ جس گاڑی میں میرے ساتھی امیر صاحب سے ملنے آئے تھے وہ سامنے کھڑی ہے ہم بھی اس کے پیچھے وہاں پہنچ گئے ۔مولانا ہاتھ اٹھائے دعا فرمار ہے تھے مہمانوں کے وداع سے فارغ ہوئے تو ہم نے ملتان کے ایک قابل احترام بزرگ دوست کا عنایت کردہ ملفوف تعارف نامہ پیش کیا کھول کر پوچھا اور چند قدم کے فاصلے پر واقع اپنے در دولت پر لے آئے خاطر تواضع فرمائی اور کھانا بھی کھلایا کچھ دیر گفتگو کا لطف اٹھانے کے بعد ہم نے واپسی کا ارادہ ظاہر کیا اور ہمارے انکار کے باوجود اصرار کے ساتھ خود اپنی گاڑی پر ہمیں حرکتہ المجاہدن کے دفتر پہنچا گئے۔

اگر مولانا سے غائبانہ تعارف پہلے بھی تھا مگر بالمشافیہ یہ پہلی ملاقات تھی اور اس ملاقات میں مولانا کی شخصیت کا جو تاثر پیدا ہوا وہ بعد کی ہر ملاقات میں تبدیل ہونے کی بجائے گہرا ہوتا چلا گیا۔

مولانا متحرک و مستعد شخصیت کے مالک ہیں صبح سے رات گئے تک بے پناہ مصروفیات کے باوجود ان کے جسم پر تھکن کے آثار دکھائی نہیں دیتے چہرہ ہر وقت بشاش بشاش نظر آتا ہے، ان کا دماغ ان کے جسم سے بھی زیادہ متحرک ہے کسی بھی مصروفیت میں ہوں مخابرہ (وائرلیس) کے ذریعے متعلقہ ذمہ داریوں سے مربوط رہتے ہیں، آپ کے ساتھ مجلس میں بیٹھے ہوں یا ڈرائیونگ سیٹ پر۔ ان کا ذہن نہ جانے کتنی ذمہ داریاں ادا کر رہا ہوتا ہے، صاحب فراست اور تیز فہم ہیں، ان کے معاونین و متعلقین سے اور پھر مختلف لوگوں سے ان کے مزاج کے مطابق برتاؤ سے ان کی مردم شناسی کا اندازہ ہوتا ہے، انداز بیان انتہائی بلیغ اور دلنواز ہے، بات پوری توجہ سے سنتے ہیں جواب مختصر اور جامع دیتے ہیں اور کبھی وضاحتی جواب کی بجائے مختصر سوال کر کے مخاطب کو شکوک وشبہات سے بچا لیتے ہیں مخاطب کی رائے سے بظاہر اختلاف نہیں کرتے مسکرا کر یوں جواب دیتے ہیں کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کی تائید کر رہے ہیں مگر لاشعوری طور پر خود انہی کا ہم نوا ہوتا چلا جاتا ہے، بحث برائے بحث کے قائل نہیں اپنی بات منوانے پر اصرار نہیں کرتے، احیائے ملت

اسلامیہ کی طلب اور تڑپ رکھتے ہیں، چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ رہتی ہے مگر اہل نظر سے ان کا سوز دروں اور درد دل پوشیدہ نہیں رہتا، تبلیغ اور قتال سمیت جہاد کی تمام صورتوں سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص کو قبول فرمائے عقائد افکار اعمال، جسم اور دماغ کی صحت کی زندگی نصیب فرمائے اور آخرت کی منزلیں آسان فرمائے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیت ورفاقت میں جنت میں داخل فرمائے ا مین ! !

قرارگاہ میں دوسری رات:

نماز عصر جامع مسجد چوراہا یعقوب شہر نو میں ادا کی اور پھر حرکتہ المجاہدین کی گاڑی میں معسکر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قرارگاہ میں آ گئے یہاں حنظلہ محمود کو چند ساتھیوں سمیت منتظر پایا ہمیں دیکھتے ہی کلاشنکوف بردار دستے ہمارے استقبال کے لیے نہایت چستی سے اٹھ کھڑا ہوا، ہم شہر سے تربوز لائے تھے کہ حنظلہ محمود کے ساتھ بیٹھ کر کھائیں گے دو ساتھیوں کو اس کے ساتھ معسکر میں کنٹین سے ٹین کی بوتلیں لینے بھیجا۔ دونوں دوست بوتلیں لے کر حنظلہ محمود کے بغیر واپس آ گئے اور بتایا کہ نماز مغرب کا وقت مرتب ہے اگرچہ جماعت قرارگاہ میں بھی ہوتی ہے مگر معسکر کے ضابطے کے مطابق اس نے معسکر کے معمولات کو چھوڑنا مناسب نہیں سمجھا۔

نماز مغرب کے بعد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فارغ التحصیل مولانا محمد اکرم صاحب نے خلافت اسلامیہ کے موضوع پر دردانگیز لہجے میں تفصیلی خطاب فرمایا جو درج ذیل نکات پر مشتمل تھا۔

☆ جب ایک عام مسلمان کی تجہیز و تکفین و تدفین پر انتہائی اجر و ثواب ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین و تدفین کس قدر اہم اور مقدس کام ہو گا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کا تقرر یعنی خلافت اسلامیہ کا قیام اس سے بھی زیادہ ضروری تھا اس لئے غیر ارادی طور پر حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ اکابرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکفین و تدفین سے پہلے قیام خلافت کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔

خلافت اسلامیہ کے قیام کی پہلی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے مقام کے بارے میں مختلف آراء کے باوجود اس کا تعین کسی اختلاف و انتشار کے بغیر اتفاق و اتحاد سے ہو گیا۔

جہاد و قتال کا سلسلہ کسی تعطل کے بغیر برقرار رہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیعت خلافت کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سیادت میں جہاد کے لئے اس لشکر کو روانہ فرمایا جس کی تشکیل چند دن پہلے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔

انکار ختم نبوت اور انکار زکوٰۃ سمیت ارتدادی جتنے جہاد و قتال کے ذریعے مٹا دیے گئے اور شیرازۂ سلام بکھرنے سے بچ گیا۔

خلافت کا سلسلہ راشدہ سے عثمانیہ تک کسی نہ کسی صورت میں برقرار رہا اور اس کا برے سے برا دور بھی غیر اخلافتی اچھے سے اچھے دور سے بہتر تھا۔

بیسویں صدی کے ربع اول میں جب خلافت کی بقا خطرے میں پڑ گئی تو حضرت شیخ الھند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں اور رفیقوں نے اس کے تحفظ کی بھرپور تحریک چلائی مگر ترک راہنما مصطفےٰ کمال نے مارچ ۱۹۲۴ء میں اسے خود ہی ختم کر دیا۔

حضرت شیخ الہند کی جہادی سرگرمیوں کا مرکز و محور زیادہ تر افغانستان رہا ان کے اخلاص اور سعی مشکور کا ثمرہ ہے کہ آج اسی خطے کی نسبت سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں خلافت کی نعمت دوبارہ عطا فرمادی ہے جس سے ہم اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے محروم ہو چکے تھے۔

پھر ہماری خوش قسمتی یہ ہے کہ موجودہ خلافت ما بعد کے ادوار کا نہیں اپنے دور اول یعنی خلافتِ راشدہ کا نمونہ ہے۔

اگر ہم محرومی و بد نصیبی سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے دامن خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔

اس وقت دنیا میں غیر اسلامی معاشی نظاموں میں سے کمیونزم اور سوشلزم دو توڑ چکے ہیں اور سرمایہ دارانہ نظام ایڑیاں رگڑ رہا ہے اسی طرح انسانوں کے بنے ہوئے تمام سیاسی نظام بھی ناکام ہو چکے ہیں اب آخری نظام جمہوریت ہے جس کا اسلام کے نظامِ خلافت سے فیصلہ کن معرکہ ہونے والا ہے اس معرکہ میں انشاء اللہ اسلام ہی غالب آئے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے دین کے غالب کرنے میں ہمارے محتاج نہیں ہیں اور ہم خود اپنی فلاح و بہبود کے لئے اس کا ذریعہ بننے کے محتاج نہیں۔

اب ضرورت اس اور کوشش کی ہے کہ ہم اس سعادت سے محروم و بد نصیب رہنے کی بجائے اس کے حاصل کرنے والے اولین خوش نصیبوں میں سے ہو جائیں۔

نماز عشا کے بعد مولانا موصوف سے طویل علمی نشست ہوئی حاضرین نے مختلف نوعیت کے دینی سوالات کے ذریعے بھرپور استفادہ کیا، قرآن محل ملتان کے رفیق درس ابو معاویہ بشیر صاحب نے ان کی خدمت میں ندوۃ الاصناف قرآن محل ملتان کے سلسلہ وار رسائل کا سیٹ پیش کیا اور مولانا نے ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری کی خیریت دریافت کی اور ان کے لئے سلامِ مسنون کی امانت سپرد کی۔

۱۱ ربیع الاول / ۲٦ جون بروز ہفتہ کی مصروفیات:

نماز صبح کے بعد مولانا محمد اکرم صاحب نے انتہائی اختصار کے ساتھ ذکر کی فضیلت بیان فرمائی، اس کے بعد سورۂ یٰس کی تلاوت کی اور ذکر و تسبیح کرتے ہوئے وسیع و عریض شاہی باغ کا گشت کیا، مجاہدین کی حربی مشقیں دیکھیں، ذائقہ دار اور لذیذ تازہ شہتوت کھائے، اور پھر معسکر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میں آگئے۔

امیر معسکر محمد فاروق صاحب سے تفصیلی، مفید اور معلومات افزا نشست ہوئی، موصوف اٹھارہ سال کی